***نظم- شیر بندر اور پائپ

ہم پہ صادق ہے داستاں شاید
گرچہ کہنے کو اِک فسانہ ہے

یوں سمجھیے کہ اِک لطیفہ ہے
اور یہ آپ کو سنانا ہے

شیر اور شیرنی میاں بیوی
چڑیا گھر کے مقیم تھے دونوں

یوں تو رہتے تھے قید میں لیکن
موٹے تگڑے ضخیم تھے دونوں

ایک دوپہر موسمِ سرما
اپنے جنگلے میں دھوپ سینکتے تھے

اُن کی آنکھوں میں تیرتی چاہت
جب وہ اِک دوسرے کو دیکھتے تھے

تب کوئی آس پاس کا بندر
اُنکے جنگلے میں آ دھمکتا ہے

بھاگتا دوڑتا ہے جی بھر کے
ناچتا کُودتا پھدکتا ہے

ساتھ ہی بادشاہِ جنگل سے
خوب ٹھٹھہ مذاق کرتا ہے

مُنہ چڑاتا ہے شیر صاحب کا
اُسکی غیرت کو چاک کرتا ہے

ایسی گستاخیوں کو دیکھے سے
شیرنی میں اُبال اٹھتا ہے

طیش کھاتی ہے تلملاتی ہے
دل میں غصہ ملال اٹھتا ہے

جو اسیری میں پڑ گیا پھیکا
پھر وہ جاہ و جلال اٹھتا ہے

Faqeer Sein

اور وہ کہتی ہے اپنے آقا سے
آپ جنگل کے بادشاہ ہیں جی

آپ کی دسترس میں سب کچھ ہے
آپ سب کے جہاں پناہ ہیں جی

آپ چاہیں تو اِس کمینے کو
بڑھ کے دُم سے پکڑ بھی سکتے ہیں

لے کے پنجے میں اِسکی گردن کو
ہڈی پسلی رگڑ بھی سکتے ہیں

جایئے اور اِس لفنگے کو
زندگی کا سبق سکھا دیجے

اِسکے چودہ طبق ہی روشن ہوں
اتنی تگڑی اِسے سزا دیجے

پھر نہ گستاخیاں کرے ایسی
اِسکو ناکوں چنے چبا دیجے

Faqeer Sein

شیر بولا کہ اَے مِری جانم
یہ جو بندر ہے اِسکو رہنے دو

فرق پڑتا نہیں ہمیں کوئی
یہ جو کہتا ہے اِسکو کہنے دو

پانی بہتا ہے پل کے نیچے سے
بہتری اِس میں ہے کہ بہنے دو

اُس نے یہ بھی کہا کہ جانِ من
مَیں نے سیکھا ہے یہ زمانے سے

کچھ نہ کہنا بدرجہا بہتر
ایک بندر کو مُنہ لگانے سے

سُن تو لیتی ہے شیرنی باتیں
نہ تحمل نہ غور کرتی ہے

طیش رہتا نہیں ہے قابو میں
پیچھے بندر کے دوڑ پڑتی ہے

Faqeer Sein

آگے آگے تھا حضرتِ بندر
پیچھے پیچھے تھی وہ مہارانی

بھاگتے بھاگتے وہ جنگلے کی
دوسری سمت آ گئے یعنی

اور جنگلے کی دوسری جانب
کچھ مرمت کا کام جاری تھا

چند پائپ پڑے تھے کونے میں
کوئی ہلکا تھا کوئی بھاری تھا

وہ جو بندر تھا جانتا تھا سب
حاملِ وصفِ ہوشیاری تھا

بھاگتا بھاگتا ہُوا بندر
ایک پائپ میں گھُس گیا جا کر

اور تعاقب میں شیرنی کا سر
تنگ دھانے میں پھنس گیا آ کر

Faqeer Sein

اُس نے سر کو نکالنا چاہا
پر نہ حربہ نہ کوئی حل آیا

وہ جو بندر تھا ڈیڑھ پسلی کا
دوسری سمت سے نکل آیا

اور ایسے میں پھر سے بندر نے
شیرنی کو بہت مذاق کیے

بدتمیزی کی حد ہی کر ڈالی
پول غیرت کے چاک چاک کیے

اُسکی بقیہ انا یا اکڑن کو
وہ جو بندر ہے توڑ دیتا ہے

جاہ و حشمت جلال کا بھانڈا
دن دہاڑے ہی پھوڑ دیتا ہے

جب وہ تھک جاتا ہے مزاقوں سے
تب وہ جنگلے سے دوڑ لیتا ہے

Faqeer Sein

بعد میں چڑیا گھر کے کارندے
شیرنی کی مدد کو آتے ہیں

جیسے تیسے وہ قیدِ پائپ سے
اُس کے سر کو بری کراتے ہیں

تھوڑے عرصے کے بعد پھر بندر
اُن کے جنگلے میں آ دھمکتا ہے

پھر سے ٹھٹھے مذاق اور جگتیں
پھر سے وہ ناچتا پھدکتا ہے

شیرنی اب کے کچھ نہیں کہتی
کوئی غصہ نہ طیش اٹھتا ہے

شیر کہتا ہے اپنی رانی سے
کیوں سراسیمگی سی چھائی ہے

شاید اِس بیچ کے تعاقب میں
تُو بھی پائپوں کو دیکھ آئی ہے

Faqeer Sein

یوں تو کہنے کو یہ لطیفہ ہے
اِس میں شامل ہے کچھ حقیقت بھی

شیر اور شیرنی کے جیسی ہی
مجھ کو لگتی ہے اپنی حالت بھی

ایسا لگتا ہے اِس کہانی میں
ہم بھی جنگلے کے شیر ہیں شاید

وسطِ پندارِ عظمتِ ماضی
گفتگو میں دلیر ہیں شاید

دیکھنے میں زبر سہی لیکن
ہم حقیقت میں زیر ہیں شاید

گاہے گاہے سے ہم نے جھیلے ہیں
خاکی وردی میں خوشنما بندر

وقفے وقفے سے ہم نے دیکھے ہیں
شیروانی میں پارسا بندر

Faqeer Sein

ہم پہ ایسے بھی مرحلے آئے
تھے جو بندر وہی مداری بھی

ایسے بندر بھی سامنے آئے
جو کہ آقا تھے اور حواری بھی

چند بندر شریف ناموں کے
چند القابِ زورداری بھی

آتے جاتے رہے ہیں مرضی سے
ہم پہ کرتے رہے سواری بھی

آؤ مل جُل کے اعتراف کریں
یہ خطاء ہے مگر ہماری بھی

یہ سفر تھا برائے آزادی
پر یہ اچھا سفر نہیں نکلا

ایسا لگتا ہے سائیں پائپ سے
آج تک میرا سر نہیں نکلا

Faqeer Sein